صدر پرویز مشرف باری باری اپنا غصہ میڈیا پر نکالتے ہیں جو اس کے امریکہ کے ساتھ اتحاد کو چیلنج کرتا ہے اور اس تحقیقی صحافت کو اجاگر کرتا ہے جو بدعنوانی اور طاقت کے غلط استعمال کو بے نقاب کرتا ہے۔

قبائلی علاقہ جات اور کشمیر میں صحافیوں کا کام ہمیشہ کی طرح خطرے سے بھرپور ہے مئی 2005ء میں قومی مجلس میں الیکٹرانک میڈیا سے متعلق قانون میں متضاد ترامیم کیں ایوان نے اس کو آزادی دی لیکن حکام کو یہ اختیار دے دیا کہ وہ آلات کو ضبط کریں لائسنس منسوخ کریں تحقیقات شروع کریں اور بغیر وارنٹ کے گرفتاریاں کر سکتے ہیں قانون کی کسی بھی خلاف ورزی پر تین سال قید دلوا سکتا ہے نومبر میں پولیس نے اس قانون کو لاگو کیا اور (مست ایف ایم 103 ریڈیو) کو اس لیے بند کیا کہ وہ بی بی سی ورلڈ سروس کے زلزلے سے متعلق خصوصی پروگراموں کو نشر کرتا تھا باوجود اس کے کہ ''جہادی تخریب کاریوں'' نے اس کو ہلا کر رکھ دیا ہے پاکستانی صحافت رواں دواں اور مخلوط ہے۔

انگریزی زبان کے اخبارات اور جرائد اردو اخبارات کی نسبت حکومتی کنٹرول سے آزاد ہیں۔لیکن فوج کے ادارے تحقیقی صحافیوں کو مسلسل نشانہ بناتے ہیں اور وہ ان کو ہراساں کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔اور یہی ہوا تھا راشد چنا کے ساتھ، جو ''روزنامہ سٹار'' کے صحافی ہیں جنہیں کراچی میں کئی گھنٹوں کیلئے اغوا کیا گیا تھا۔دوسری طرف کوئٹہ میں ایک خصوصی عدالت نے صحافی خاور مہدی کے خلاف الزامات واپس لئے جنہیں فوج نے خفیہ تحویل میں رکھ کر اذیت دی تھی صرف اس لیے کہ وہ 2003ء میں دو فرانسیسی صحافیوں کے ہمراہ افغان سرحد گیا تھا۔جنرل مشرف نے اس صحافی پر چند ڈالروں کے لئے اپنے ملک سے غداری کا الزام لگایا تھا اور وہ اب جبری جلاوطنی کی زندگی گزار رہا ہے۔

غیر ملکی پریس کیلئے کام کرنے والے دو صحافیوں کو قبائلی علاقہ جات میں مار دیا گیا ہے اور ان کی قتل کی تحقیقات کا کوئی پتہ نہیں چل سکا ہے۔

صحافیوں کو طالبان کی دھمکیوں کا سامنا ہے اور ساتھ ہی فوج کی رکاوٹوں اور کڑی نگرانی (سرویلنس) کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔

دسمبر میں دو قومی اخبارات کیلئے کام کرنے والے ایک صحافی کو شمالی وزیرستان میں پراسرار طور پر اُس وقت اغوا کیا گیا جب اُس نے ایک القاعدہ رہنما کے ہلاکتکے بارے میں سرکاری خبر کی تردید کی۔مقامی صحافت کشمیر میں مشکل حالات میں کام کرتی ہے جہاں پر 8 اکتوبر 2005ء میں ہولناک زلزلہ آیا تھا۔

سینکڑوں پاکستانی اور غیر ملکی صحافیوں کی رسائی کو ممکن بنانے کے بعد دسمبر میں آرمی نے صحافیوں کی نقل و حرکت پر پابندی لگا دی اور بی بی سی کی ٹیم کو ایک دور افتادہ علاقے سے واپس کر دیا حکام عموماً غیر ملکی صحافیوں کی تحقیق کا ایک دھندلا اور سرسری جائزہ لیتے ہیں اگست میں دو سویڈن شہری اور ایک افغان نژاد برطانوی شہری کو دو ہفتوں کیلئے اس لیے حراست میں رکھا گیا کہ وہ ایک فوجی بیس کے نزدیک فلم بنا رہے تھے ہندوستان کے ساتھ بہتر تعلقات کے باوجود نئی دہلی کے ایک صحافی کو جولائی میں نکالا گیا۔جولائی ہی کے مہینے میں حکام نے کراچی میں ایک بڑا آپریشن کیا تو کہ نفرت پھیلانے والے میڈیا کو بند کرے لیکن تلاشیوں اور گرفتاریوں نے کم شدت پسند صحافیوں کو بھی متاثر کیا۔